International Research Journal of Arabic and Islamic Studies, Vol.:04, Issue: 01, Jan-Jun 2024
pp:612 - 625

OPEN ACCESS
IRJAIS
ISSN (Online): 2789-4010
ISSN (Print): 2789-4002
www. irjais.com

قرآن فہمی کے اصول: علم البدائع کا اجمالی جائزہ

Principles of Quranic Understanding- An Overview of the Science of Bada'i

Somayyah Bibi
M.Phil. Scholar Islamic Studies,
Sheikh Zayed Islamic Centre, University of The Punjab, Lahore
somayyah712@gmail.com
Saman Shoaib
MA Islamic Studies, Institute of Islamic Studies, University of The Punjab, Lahore
sumanshoaib88@gmail.com

Abstract

The Quran is in the Arabic language and holds such a high position in eloquence and rhetoric that producing a text similar to it is beyond human capability. The magnificence of the Quran's language is unique. Throughout the Quran, there are numerous instances of metaphors, allegories, similes, and examples of supreme eloquence and rhetoric. The use of literal and figurative language is also prevalent in many parts of the Quran. To understand the linguistic merits of the Quran, it is essential to study the sciences of the Quran (Aloom al-Quran). Among these sciences is the science of rhetoric (Ilm al-Balaghah), which has three main branches: Ilm al-Ma'ani, Ilm al-Bayan, and Ilm al-Badi'. This assignment briefly describes Ilm al-Badi' and some of its subtypes.

Keywords: Allegories Eloquence, Metaphors, Linguistic, Rhetoric

تعارف موضوع

قرآنِ مجید عربی زبان میں ہے۔ قرآن مجید فصاحت وبلاغت کے اعتبار سے اس قدر بلند مقام رکھتا ہے کہ اس جیسا کلام تیار کرنا انسانی بس کی بات نہیں ۔ قرآن کی زبان کی عظمت ایک منفرد مقام رکھتی ہے۔ قرآن مجید میں جا بجا استعارات، کنایات، تشبیہات اور فصاحت و بلاغت کے حوالے سے بہت سی بلیغ و بلند پایا مثالیں موجود ہیں۔ قرآن میں حقیقت و مجاز کا استعمال بھی بہت سے مقامات پر کیا گیا ہے۔ قرآن مجید کے لسانی محاسن جاننے کیلئے علوم القرآن کا جاننا نہایت ضروری ہے۔ انہی علوم میں ایک علم البلاغہ بھی ہے۔ علم البلاغہ کی تین بنیادی اقسام ہیں۔ علم المعانی، علم البیان اور علم البدیع۔ اس مقالہ میں علم بدیع اور اس کے تحت چند انواع کو مختصراً بیان کیا گیا ہے۔

CC BY

بدیع کے لغوی معنی

عربی زبان کا لفظ ہے۔ جس کا مادہ ب د ع ہے۔ بَدَعَ، یَبْدَعُ، بَدْعاً۔ اسم فاعل و مفعول **بدیع** ہے۔

معنی: **أنشأه على غير مثال سابق۔**[1]

ایسی چیز جس کی پہلے کسی مثال پر نہ بنی ہو۔

بدائع، بدیع کی جمع ہے۔

البدیع اللہ کا اسم مبارک ہے۔ جس کا معنی ہے **بغیر کسی سابق مثال کے مخلوق کو پیدا کرنے والا۔**

قرآن میں اسم بدیع:

قرآن میں اسم بدیع دو مرتبہ آیا ہے۔

بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ وَ اِذَا قَضٰۤی اَمْرًا فَاِنَّمَا یَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَیَكُوْنُ ﴿۱۱۷﴾[2]

بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ اَنّٰی یَكُوْنُ لَهٗ وَلَدٌ وَّ لَمْ تَكُنْ لَّهٗ صَاحِبَةٌ ؕ وَ خَلَقَ كُلَّ شَیْءٍ ۚ وَ هُوَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ﴿۱۰۱﴾[3]

مندرجہ بالا دونوں آیات میں بدیع سے مراد یہی ہے کہ آسمانوں اور زمین کو بغیر کسی نمونے اور سابقہ مثال کے بنانے والا۔

بدیع کے اصطلاحی معنی:

بدیع اصطلاحی طور پر علم البلاغہ کے ایک علم کی اصطلاح کا نام ہے۔ علم بدیع سے مراد وہ علم ہے جس سے اس کلام کو خوبصورت اور حسین بنانے یعنی تحسین و تزیین کے طریقے پہچانے جاتے ہیں جو مقتضائے حال کے مطابق ہوں۔ عرفِ عام میں اسے بدائع و صنائع بھی کہا جاتا ہے۔ اس میں کلام کا بلیغ ہونا شرط ہے کیونکہ اگر کلام بلاغت سے خالی ہو گا اور مقتضائے حال کے مطابق نہیں ہو گا تو اس میں حسن پیدا ہونا ناممکن ہے۔ اسکی مثال ایسے ہو گی جیسے کسی بدصورت کو زیور اور حسین لباس پہنا دیا جائے۔

علم بدیع کی تعریفات:

علم بدیع سے متعلق چند تعریفات درج ذیل ہیں:

امام خطیب القزوینی نے علم بدیع کی یہ تعریف کی ہے:

وهو علم يعرف به وجوه تحسين الكلام بعد رعاية المطابقة ووضوح الدلالة ۔[4]

احمد مصطفیٰ المراغی نے یہ تعریف کی ہے:

وهو علم يعرف به وجوه تحسين الكلام) أي: يتصور معانيها ويعلم أعدادها وتفاصيلها بقدر الطاقة، فوجوه تحسين الكلام إشارة إلى الوجوه المذكورة في صدر الكتاب في قوله: ويتبعها وجوه أخر تورث الكلام حسنا۔[5]

بحر الفصاحت کے مطابق:

"بدیع ایک علم یعنی ملکہ ہے جس سے چند امور ایسے معلوم ہو جاتے ہیں جو خوبی کلام کا باعث ہوتے ہیں مگر اول اس بات کی رعایت ضرور ہے کہ کلام مقتضائے حال کے مطابق ہو اور اسکی دلالت مقصود پر خوب واضح ہو کیونکہ ان دونوں خوبیوں کے بعد ہی کلام میں محسنات سے حسن وخوبی آسکتی ہے ورنہ بغیر ان امور کی رعایت کے علم بدیع پر عمل کرنا ایسا ہے جیسے بد شکل عورت کو عمدہ لباس اور زیور پہنا دینا اس وجہ سے اس علم کا مرتبہ علم معانی وبیان کے بعد سمجھا گیا ہے۔"[6]

علم بدیع کی تدوین:

فصاحت وبلاغت کا علم تو عربی کلام کے ساتھ تھا اور یہ علم عرب کے جاہلی دور میں بھی تھا لیکن مختص نہیں تھا۔ کچھ مباحث علمی طور پر مختلف کتب میں موجود تھیں۔

- سب سے پہلی کتاب علم بدیع پر عباسی خلیفہ ابو العباس عبد اللہ ابن المعتز المتوکل علی اللہ (م296ھ) کی **کتاب البدیع** کے نام سے سامنے آئی۔ ابن المعتز نے 18 انواع بیان کیں۔
- اس کے بعد قدامہ بن جعفر (م337ھ) نے **نقد الشعر** کی تصنیف کی۔ اس میں 20 انواع بیان کیں۔
- ابو ھلال العسکری (م382ھ) نے **الصناعتین** اور الکتابۃ **الشعر** لکھیں اور ان میں علم بدیع کی 27 انواع بیان کیں۔
- ابن رشیق القیروانی (م456ھ) نے **العمدۃ** لکھی۔ اس میں 29 انواع بیان کیں۔
- عبد القاہر الجرجانی (م471ھ) نے اسرار البلاغۃ اور دلائل الاعجاز لکھیں اور ان میں علم بدیع کی مختلف انواع بیان کیں۔
- 6ھ میں رشید الدین العمری (م583ھ) معروف الواطواط نے حدائق السحر فی دقائق الشعر لکھی۔ فارسی ادب میں علم بدیع کے حوالے سے بہت دقیق کتاب ہے۔
- اسامہ بن مرشد بن منقذ (م584ھ) نے کتاب البدیع فی نقد الشعر لکھی جس میں انہوں نے کثیر انواع علم بدیع کے حوالے سے ذکر کیں۔

7ھ میں علم بدیع اور اس کے فنون پر تقریباً سب علماء نے کام کیا ان میں چند ایک کا ذکر کیا گیا ہے:

- امام فخر الدین محمد بن عمر الرازی نے اپنی کتاب نہایۃ الایجاز فی درایۃ الاعجاز میں نئی مباحث نہیں ملتیں۔ بلکہ سابقہ مباحث کو بیان کیا ہے۔

- سراج الدین السکاکی (م626ھ) نے مفتاح العلوم کی تیسری قسم میں علم بدیع کی مباحث بیان کی ہیں۔ نہوں نے 26 انواع بیان کی ہیں۔
- ضیاء الدین ابن اثیر (م637ھ) نے المثل السائر فی أدب الکاتب والشاعر میں علم بدیع کے محسنات کو بیان کیا۔
- احمد بن یوسف التیفاشی المغربی (م651ھ) نے فی علم البدیع لکھی جس میں انہوں نے علم بدیع کی 70 انواع بیان کیں۔
- زکی الدین بن ابی الاصبع المصری (م654ھ) نے تحریر التحبیر لکھی جس میں علم بدیع کی 120 انواع بیان کیں۔ جبکہ ایک اور کتاب بدیع القرآن لکھی اور اس میں 108 انواع کا ذکر کیا ہے۔ (بدیع القرآن کے نام سے یہ پہلی کتاب ہے۔)
- بدر الدین محمد جمال الدین بن مالک الطائی (م686ھ) المصباح فی علوم المعانی والبیان والبدیع لکھی جو کہ مفتاح العلوم للسکاکی کی تلخیص ہے۔ آپ نے 54 انواع بیان کیں اور السکاکی کی انواع پر اضافہ کیا۔
- ابن قیم الجوزی (م801ھ) نے کتاب الفوائد المشوق إلی علوم القرآن و علوم البیان لکھی ۔ پہلی قسم میں علم بدیع میں محسنات معنوی کی 80 انواع بیان کیں۔ دوسری قسم میں محسنات لفظیہ کی 24 انواع بیان کیں۔
- امام جلال الدین السیوطی (م911ھ) نے الاتقان فی علوم القرآن میں ابن الاصبع کی کتاب سے 100 انواع ذکر کی ہیں۔
- امام شاہ ولی اللہؒ نے الفوز الکبیر کے باب سوم میں قرآن مجید کی فصاحت اور بلاغت کے متعلق بیان کیا ہے۔
- اس کے علاوہ درس نظامی کی کتب میں علم بدیع کے متعلق مباحث ملتی ہیں۔

علم بدیع کی انواع:

علامہ جلال الدین السیوطیؒ نے الاتقان کی نوع نمبر اٹھاون (58) بدائع القرآن کے موضوع پر بیان کی ہے۔ اس میں ابن الاصبع المصری کی سو انواع کا ذکر کیا ہے۔

الْمَجَازُ، وَالِاسْتِعَارَةُ، وَالتَّشْبِيهُ، وَالْكِنَايَةُ، وَالْإِرْدَافُ، وَالتَّمْثِيلُ، وَالْإِيجَازُ، وَالِاتِّسَاعُ، وَالْإِشَارَةُ، وَالْمُسَاوَاةُ، وَالْبَسْطُ، وَالْإِيغَالُ، وَالتَّتْمِيمُ، وَالتَّكْمِيلُ وَالِاحْتِرَاسُ، وَالِاسْتِقْصَاءُ، وَالتَّذْيِيلُ، وَالزِّيَادَةُ، وَالتَّرْدِيدُ، وَالتَّكْرَارُ، وَالتَّفْسِيرُ، وَالْإِيضَاحُ، وَنَفْيُ الشَّيْءِ بِإِيجَابِهِ، وَالْمَذْهَبُ الْكَلَامِيُّ، وَالْقَوْلُ بِالْمُوجِبِ،

وَالْمُنَاقَضَةُ، وَالِانْتِقَالُ، وَالْإِسْجَالُ، وَالتَّسْلِيمُ، وَالتَّمْكِينُ، وَالتَّوْشِيحُ، وَالتَّسْهِيمُ، وَرَدُّ الْعَجُزِ عَلَى الصَّدْرِ، وَتَشَابُهُ الْأَطْرَافِ، وَلُزُومُ مَا لَا يَلْزَمُ، وَالتَّخْيِيرُ، وَالتَّسْجِيعُ، وَالتَّسْرِيعُ، وَالْإِبْهَامُ- وَهُوَ التَّوْرِيَةُ- وَالِاسْتِخْدَامُ، وَالِالْتِفَاتُ، وَالِاسْتِطْرَادُ، وَالِاطِّرَادُ، وَالِانْسِجَامُ، وَالْإِدْمَاجُ، وَالِافْتِنَانُ، وَالِاقْتِدَارُ، وَائْتِلَافُ اللَّفْظِ مَعَ اللَّفْظِ، وَائْتِلَافُ اللَّفْظِ مَعَ الْمَعْنَى، وَالِاسْتِدْرَاكُ، وَالِاسْتِثْنَاءُ، وَتَأْكِيدُ الْمَدْحِ بِمَا يُشْبِهُ الذَّمَّ، وَالتَّخْوِيفُ، وَالتَّغَايُرُ، وَالتَّقْسِيمُ، وَالتَّدْبِيجُ، وَالتَّنْكِيتُ، وَالتَّضْمِينُ، وَالْجِنَاسُ، وَجَمْعُ الْمُؤْتَلِفِ وَالْمُخْتَلِفِ، وَحُسْنُ النَّسَقِ، وَعِتَابُ الْمَرْءِ نَفْسَهُ، وَالْعَكْسُ، وَالْعُنْوَانُ، وَالْفَرَائِدُ، وَالْقَسَمُ، وَالْمُبَالَغَةُ، وَالْمُطَابَقَةُ، وَالْمُقَابَلَةُ، وَالْمُوَارَبَةُ، وَالْمُرَاجَعَةُ، وَالنَّزَاهَةُ، وَالْإِبْدَاعُ، وَالْمُقَارَنَةُ، وَحَسَنُ الِابْتِدَاءِ، وَحَسَنُ الْخِتَامِ، وَحُسْنُ التَّخَلُّصِ، وَالِاسْتِطْرَادُ۔[7]

علم بدیع کی اقسام:

علم بدیع کی دو اقسام ہیں

1. محسنات معنویہ
2. محسنات لفظیہ

- **محسنات معنویہ:**

کلام میں استعمال ہونے والی خوبیاں اگر ہمارے ذہن کو کلام کے معنوی حسن کی طرف لے جائیں تو انہیں محسنات معنویہ کہتے ہیں، یہ متعدد محاسن ہیں ان میں سے چند محاسن معنویہ کا ذکر ذیل میں کیا گیا ہے۔

1-التوریۃ:

لغت میں توریہ کسی شے کے چھپانے کو کہتے ہیں۔

اصطلاح میں اس سے مراد کسی لفظ کے دو معانی ہوں۔ ایک قریب اور دوسرا بعید، لیکن مرادی معنی بعید لیا جائے۔

الخطیب القزوینی التوریہ کی یہ تعریف کرتے ہیں:

أن يطلق لفظ له معنيان قريب و بعيد ويراد البعيد ۔[8]

توریہ کی دو اقسام ہیں:

1۔ توریہ مجردہ 2۔ توریہ مرشحہ

1۔ توریہ مجردہ:

اس سے مراد یہ ہے کہ کلام میں ایسا قرینہ موجود نہ ہو جو معنی قریب پر دلالت کرے۔

و هی التی لا تجامع شيئا مما يلائم القريب۔[9]

الرَّحۡمٰنُ عَلَى الۡعَرۡشِ اسۡتَوٰى [10]

"جو رحمٰن ہے، عرش پر قائم ہے۔"

مذکورہ مثال میں اسۡتَوٰی کے معنی قریب استقرار پانا اور معنی بعید غلبہ پانے، قدرت رکھنے کے ہیں۔ یہاں معنی بعید مراد ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی پوری کائنات پر قدرت ہے۔ یہاں معنی قرب پر دلالت کرنے کا قرینہ موجود نہیں ہے۔

2۔توریہ مرشحہ:

اس سے مراد یہ ہے کہ کلام میں ایسا قرینہ موجود ہو جو معنی قریب پر دلالت کرے۔

التی قُرِنَ بها ما یلائم المورّی به۔[11]

وَ هُوَ الَّذِیۡ یَتَوَفّٰکُمۡ بِالَّیۡلِ وَ یَعۡلَمُ مَا جَرَحۡتُمۡ بِالنَّهَارِ [12]

"اور وہ ایسا ہے کہ رات میں تمہاری روح کو (ایک گونہ) قبض کر دیتا ہے اور جو کچھ تم دن میں کرتے ہو اس کو جانتا ہے۔"

یہاں آیت کریمہ میں جَرَحۡتُمۡ کے دو معنی ہیں، ایک معنی قریبی ظاہری غیر مرادی یعنی "زخم لگانا" اور یہی معنی مشہور بھی ہے، مگر یہاں مراد نہیں۔ جبکہ دوسرا معنی بعیدی خفی مرادی یعنی **اعضاء و جوارح سے کچھ کرنا (گناہ کرنا)** اور یہاں یہی معنی مراد ہے، اور ظاہر ہے کہ معنی قریب یہاں مذکور نہیں ہے کیوں کہ انسانوں کے ظاہری زخم لگانے کو تو عام لوگ بھی جانتے ہیں لیکن ہر انسان کے ظاہری و باطنی گناہوں کو صرف علیم بذات الصدور ذات ہی جانتی ہے۔

2۔الطباق:

اسے طباق، تضاد، تطبیق اور تکافو بھی کہا جاتا ہے۔

لغت میں اسے مراد برابر یا مطابق ہونے کے ہیں۔

اصطلاح میں اس سے مراد یہ ہے کہ کلام میں ایسے معنوں کو جمع کرنا جس میں فی الجملہ بالمقابل ہوں۔ یعنی ضد ہوں۔

ابن اصبع المصری طباق کی یہ تعریف کرتے ہیں:

وهو الجمع بین معنین متضادین أی معنین متقابلین فی الجملة ولا مناسبة بین معنی المطابقة لغة و اصطلاحا۔[13]

وَ اَنَّهٗ هُوَ اَمَاتَ وَ اَحۡیَا [14]

"اور یہ کہ وہی مارتا ہے اور زندہ کرتا ہے۔"

اس آیت میں دو متضاد فعلوں کو جمع کیا گیا ہے۔

طباق کی اولاً تین اقسام ہیں:

1۔طباق جلی 2۔طباق خفی 3۔طباق مقابلہ

کلمہ کے اعتبار سے طباق کی چار صورتیں ہیں۔

1۔ دو اسموں کے درمیان طباق ہو۔

2۔ دو فعلوں کے درمیان طباق ہو۔

3۔ دو حرفوں کے درمیان طباق ہو۔

4۔ ایک اسم اور ایک فعل کے درمیان طباق ہو۔

نسبت کے اعتبار سے طباق کی دو صورتیں ہیں:

1۔ طباق ایجابی 2۔ طباق سلبی

3۔ مراعاۃ النظیر

طباق کا برعکس ہے۔ کلام میں دو یا دو سے زیادہ باہم مشابہ چیزوں کو جمع کرنا کہ ان میں تضاد نہ ہو۔

علامہ سکاکی نے مفتاح العلوم میں یہ تعریف بیان کی ہے:

هى عبارة عن الجمع بين المتشابهات۔[15]

احمد مصطفی المراغی نے یہ تعریف بیان کی ہے:

هى أن تجمع فى الكلام بين أمرين ، أ و امور متناسبة ، لا بالتضاد ، و ابالقيد الأخير يخرج الطباق۔[16]

الشَّمۡسُ وَ الۡقَمَرُ بِحُسۡبَانٍ ﴿۵﴾[17]

" آفتاب اور مہتاب (مقررہ) حساب سے ہیں۔"

سورج اور چاند کا طلوع و غروب ہونا اور گھٹنا بڑھنا ایک خاص حساب اور مضبوط نظام کے ماتحت ہے۔

4. الاستخدام

لغوی معنی خادم بنانے کی ہیں۔

اصطلاح میں اس سے مراد یہ ہے کہ کلام مین ایسا لفظ لایا جائے جس کے دو معنی ہوں ایک معنی ظاہری لفظ اور دوسرا ضمیر کی طرف لاٹایا جائے۔

احمد مصطفی المراغی نے استخدام کی یہ تعریف بیان کی ہے:

هى ذكر اللفظ بمعنى و إعادة ضمير أو إشارة عليه بمعنى آخر۔[18]

فَمَنۡ شَهِدَ مِنۡكُمُ الشَّهۡرَ فَلۡيَصُمۡهُ ؕ[19]

تو تم میں سے جو اس مہینے کا چاند پائے اسے چاہیے کہ اس مہینے کے روزے رکھے۔

اس آیت میں الشَّہرَ سے مراد ھلال ہے اور اس کی طرف لوٹنے والی ہٗ ضمیر مفعول سے متعین زمانہ (ماہ رمضان) مراد ہے۔

5۔الجمع:

لغت میں جمع اکٹھے ہونے کو کہتے ہیں۔

اصطلاح میں اس سے مراد دو یا دو سے زیادہ چیزوں کو ایک حکم میں جمع کرنے کے ہیں۔

خطیب القزوینی فرماتے ہیں:

الجمع هو أن يجمع بين شيئين أو أشياء فى حكم واحد۔[20]

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَ الْمَيْسِرُ وَ الْاَنْصَابُ وَ الْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۹۰﴾[21]

"اے ایمان والو! بات یہی ہے کہ شراب اور جوا اور تھان اور فال نکالنے کے پانسے کے تیر یہ سب گندی باتیں، شیطانی کام ہیں ان سے بالکل الگ رہو تا کہ تم فلاح یاب ہو۔"

آیت مذکورہ میں الْخَمْرُ وَ الْمَيْسِرُ وَ الْاَنْصَابُ وَ الْاَزْلَامُ سب کو فَاجْتَنِبُوْهُ کے تحت ایک ہی حکم میں جمع کیا گیا ہے۔

6۔التفریق:

لغت میں تفریق جدا کرنے کو کہتے ہیں۔

اصطلاح میں اس سے مراد مدح و تعریف میں ایک نوع کی دو امروں میں فرق ظاہر کرنا ہے۔

خطیب القزوینی فرماتے ہیں:

هو ايقاع تباين بين أمرين من نوع واحد فى المدح أو غيره۔[22]

وَ مَا يَسْتَوِى الْبَحْرٰنِ ۖ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ سَآئِغٌ شَرَابُهٗ وَ هٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ ؕ

"اور برابر نہیں دو دریا یہ میٹھا ہے پیاس بجھاتا اور پینے میں خوشگوار اور یہ دوسرا کھاری ہے کڑوا ہے۔"

آیت مذکورہ میں یہ دونوں چیز میں دریا ہونے میں شریک ہیں لیکن دونوں میں عَذْبٌ فُرَاتٌ سَآئِغٌ شَرَابُهٗ اور مِلْحٌ اُجَاجٌ کے ذریعے تفریق و جدائی کر دی ہے۔

7۔لف و نشر:

لف کے لغوی معنی لپیٹنا کے ہیں اور نشر کے لغوی معنی پھیلانا کے ہیں۔

اصطلاح میں لف ونشر سے مراد ہے کلام میں پہلے چند چیزوں کا تفصیلاً ذکر کرنا اور پھر ان میں سے ہر ایک کے متعلق کو بغیر تعیین کے ذکر کرنا۔

"وَ مِنۡ رَّحۡمَتِہٖ جَعَلَ لَکُمُ الَّیۡلَ وَ النَّہَارَ لِتَسۡکُنُوۡا فِیۡہِ وَ لِتَبۡتَغُوۡا مِنۡ فَضۡلِہٖ وَ لَعَلَّکُمۡ تَشۡکُرُوۡنَ ﴿۷۳﴾[23]

اسی نے تو تمہارے لئے اپنے فضل وکرم سے دن رات مقرر کر دیئے ہیں کہ تم رات میں آرام کرو اور دن میں اس کی بھیجی ہوئی روزی تلاش کرو یہ اس لئے کہ تم شکر ادا کرو۔"

مذکورہ آیت میں الَّیۡلَ کے متعلق لِتَسۡکُنُوۡا اور النَّہَارَ کے متعلق لِتَبۡتَغُوۡا مِنۡ فَضۡلِہٖ ذکر کیا گیا ہے۔

- **محسنات لفظیہ:**

وہ طریقے جن سے کلام کے الفاظ کی تزیین ہو جائے چاہے اس سے معنوی حسن پیدا ہو یا نہ ہو۔

1۔الجناس

لغت میں جناس ایک جیسا ہونے کو کہتے ہیں۔

اصطلاح میں اس سے مراد دو لفظوں کا تلفظ میں مشابہ ہونا ہے، جبکہ ان کے معانی جدا ہوں۔

احمد مصطفیٰ المراغی اس کی تعریف یہ بیان کرتے ہیں:

ھو تشابه الكلمتين فى اللفظ مع اختلاف فى المعنى۔[24]

جناس کی دو اقسام ہیں:

1۔ جناس تام　　　　2۔ جناس ناقص

1۔جناس تام:

جناس تام وہ ہے کہ جس میں دونوں الفاظ معنیٰ کے اختلاف کے ساتھ انواع حروف، ہیئۃ حروف، تعداد حروف ترتیب حروف میں برابر ہوں۔

وَ یَوۡمَ تَقُوۡمُ السَّاعَۃُ یُقۡسِمُ الۡمُجۡرِمُوۡنَ ۬ۙ مَا لَبِثُوۡا غَیۡرَ سَاعَۃٍ ؕ کَذٰلِکَ کَانُوۡا یُؤۡفَکُوۡنَ ﴿۵۵﴾[25]

اور جس دن قیامت برپا ہو جائے گی گناہگار لوگ قسمیں کھائیں گے کہ (دنیا میں) ایک گھڑی کے سوا نہیں ٹھہرے اسی طرح یہ بہکے ہوئے ہی رہے۔

اس آیت میں پہلی السَّاعَۃُ سے مراد قیامت ہے اور دوسری سَاعَۃٍ سے مراد گھڑی ہے۔

2۔جناس ناقص:

جناس ناقص وہ ہے کہ جس میں دو الفاظ انواع حروف، ہیئۃ حروف، تعداد حروف ترتیب حروف میں سے کسی ایک یا چند چیزوں میں مختلف ہوں۔

وَ هُمۡ يَنۡهَوۡنَ عَنۡهُ وَ يَنۡـَٔوۡنَ عَنۡهُ[26]

"اور یہ لوگ اس سے دوسروں کو بھی روکتے ہیں اور خود بھی اس سے دور دور رہتے ہیں۔"

یہاں يَنۡهَوۡنَ اور يَنۡـَٔوۡنَ میں صرف ہ اور ء کا فرق ہے، "ہمزہ" میں جہر و شدت ہے، اور 'ھاء' میں ہمس و رخاوت ہے لیکن شدت اتصال کی بناء پر دونوں کو ایک شمار کر لیا جاتا ہے کیونکہ دونوں حروف حلقیہ ہیں۔

2۔السجع:

لغت میں کبوتر کی آواز کو کہتے ہیں۔ اصطلاح میں اس سے مراد یہ ہے کہ کلام کے دونوں فقروں کے آخری کلمات باہم متفق ہوں۔ حضرت شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں:

> ایسا کلام جس کے اجزاء باہم موافقت رکھتے ہوں مخاطب کے نفس کو ایک قسم کی لذت دیتا ہے اور اس کے مثل دوسرے کلام کا انتظار اس کے دل میں پیدا کر دیتا ہے اور جب اس کے بعد دوسرا شعر اسی موافقت اجزاء کے ساتھ مخاطب کے نفس پر واقع ہوتا ہے اور جس چیز کا انتظار تھا وہ واقع ہو جاتی ہے تو وہ لذت سابق دوبالا ہو جاتی ہے اور اگر وہ دونوں بیت کی قافیہ میں بھی شریک ہو جائیں تو وہ لذت سہ چند ہو جاتی ہے۔[27]

امام خطیب القزوینی نے سجع کے بارے میں یہ تعریف کی ہے:

هو تواطُؤُ الفاصلتين من النثر على حرف واحد۔[28]

وقال امام السکاکی: الاسجاع من النثر كالقوافى فى الشعر و من جهاته الوفاصل القرآنية۔[29]

وَ الطُّوۡرِ ﴿۱﴾ وَ كِتٰبٍ مَّسۡطُوۡرٍ ﴿۲﴾ فِىۡ رَقٍّ مَّنۡشُوۡرٍ ﴿۳﴾ وَّ الۡبَيۡتِ الۡمَعۡمُوۡرِ ﴿۴﴾[30]

سجع کی تین اقسام ہیں:

1۔ مرصع 2۔ متوازی 3۔ مطرف

1۔مرصع:

وہ سجع ہے جس میں دو جملوں کے تمام الفاظ یا اکثر الفاظ وزن اور قافیہ میں برابر ہوں ہوں۔

امام خطیب القزوینی یہ تعریف کرتے ہیں:

فإن كان ما فى إحدى القرينتين من الألفاظ ، أو أكثر ما فيها ، مثل ما يقابله من الأخرى فى الوزن و التقفية۔[31]

اِنَّ الۡاَبۡرَارَ لَفِیۡ نَعِیۡمٍ ﴿ۚ۱۳﴾ وَ اِنَّ الۡفُجَّارَ لَفِیۡ جَحِیۡمٍ ﴿ۚۖ۱۴﴾ [32]

یقیناً نیک لوگ (جنت کے عیش آرام اور) نعمتوں میں ہوں گے۔ اور یقیناً بدکار لوگ دوزخ میں ہونگے۔

اس آیت میں الۡاَبۡرَارَ اورلَفِیۡ وزن اور قافیہ میں الۡفُجَّارَ اورلَفِیۡ کی طرح ہے اورنَعِیۡمٍ ، جَحِیۡمٍ کی طرح ہے کیوں کہ دونوں کا حرف آخر میم ہے۔

2۔ متوازی:

وہ سجع جس کے صرف دو فاصلے وزن اور رَوِی میں متفق ہوں۔[33]

فِیۡہَا سُرُرٌ مَّرۡفُوۡعَۃٌ ﴿ۙ۱۳﴾ وَّ اَکۡوَابٌ مَّوۡضُوۡعَۃٌ ﴿ۙ۱۴﴾[34]

(اور) اس میں اونچے اونچے تخت ہونگے۔ اور آبخورے رکھے ہوئے (ہونگے)۔

اس آیت میں مَّرۡفُوۡعَۃٌ اور مَّوۡضُوۡعَۃٌ وزن اور روی میں متفق ہیں اور باقی کلمات فِیۡہَا سُرُرٌ ، وَّ اَکۡوَابٌ مختلف ہیں۔

3۔ مطرف:

وہ سجع ہے جس کے دو یا دو سے زیادہ آیات کے فواصل کے آخری کلمات وزن عروضی میں مختلف ہوں البتہ رَوِیَ میں متفق ہوں۔[35]

اَلَمۡ نَجۡعَلۡ لَّہٗ عَیۡنَیۡنِ ﴿ۙ۸﴾ وَ لِسَانًا وَّ شَفَتَیۡنِ ﴿ۙ۹﴾ وَ ہَدَیۡنٰہُ النَّجۡدَیۡنِ ﴿ۚ۱۰﴾[36]

"کیا ہم نے اس کی دو آنکھیں نہیں بنائیں۔ اور زبان اور ہونٹ (نہیں بنائے)۔ ہم نے دکھا دیئے اس کو دونوں راستے۔"

اس آیت میں عَیۡنَیۡنِ ، شَفَتَیۡنِ ، النَّجۡدَیۡنِ کے اوزان مختلف ہیں لیکن حروف رَوِیَ متفق ہیں۔

3۔ الموازنۃ:

لغت میں موازنہ برابری کو کہتے ہیں۔

اصطلاح میں موازنہ سے مراد آیت میں دو فاصلے وزن میں برابر ہوں اور حروف رَوِی میں مختلف ہوں۔

اخطیب القزوینی نے الموازنۃ کی یہ تعریف بیان کی ہے:

ھی تساوی الفاصلتین فی الوزن دون التقفیۃ۔[37]

فَذُوۡقُوۡا فَلَنۡ نَّزِیۡدَکُمۡ اِلَّا عَذَابًا ﴿۳۰﴾ اِنَّ لِلۡمُتَّقِیۡنَ مَفَازًا ﴿ۙ۳۱﴾ [38]

اب تم (اپنے کیے کا) مزہ چکھو ہم تمہارا عذاب ہی بڑھاتے رہیں گے۔ یقینا پرہیزگار لوگوں کے لیے کامیابی ہے۔

اس آیت میں عَذَابًا اور مَفَازًا وزن میں تو یکساں ہیں لیکن ان کے حروف روی مختلف ہیں۔

4. لزام مالا یلزم

وہ سجع کی جس میں فواصل کے حروف روی سے ماقبل حروف میں بھی یکسانیت ہو۔

امام خطیب القزوینی نے یہ تعریف بیان کی ہے:

و ھو أن یجی ء قبل حرف الروی أو ما فی معناہ من الفاصلة مالیس بلازم ۔[39]

فَاَمَّا الْیَتِیْمَ فَلَا تَقْهَرْ ﴿۹﴾ وَ اَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ ﴿۱۰﴾[40]

اس آیت میں تَقْهَرْ اور تَنْهَرْ میں ر حروف روی سے قبل ھ بھی یکساں طور پر موجود ہے۔

5.تشابة الاطراف :

اس سے مراد یہ ہے کہ متکلم اپنے کلام اول کو جس کلمہ پر ختم کرے دوسرے کلام کی ابتدا اسی سے کرے۔

تشابة الاطراف ھو جعل اٰخر جملة صدر تألیتھا۔[41]

مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِیْهَا مِصْبَاحٌ ؕ اَلْمِصْبَاحُ فِیْ زُجَاجَةٍ ؕ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّیٌّ یُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَیْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِیَّةٍ وَّ لَا غَرْبِیَّةٍ ۙ[42]

"اس کے نور کی مثال مثل ایک طاق کے ہے جس میں چراغ ہو اور چراغ شیشہ کی قندیل میں ہو اور شیشہ مثل چمکتے ہوئے روشن ستارے کے ہو وہ چراغ ایک بابرکت درخت زیتون کے تیل سے جلایا جاتا ہو جو درخت نہ مشرقی ہے نہ مغربی۔"

آیت بالا میں مِصْبَاحٌ اور زُجَاجَةٍ پر ایک کلام ختم ہوا ہے اور دوسرے کلام میں اَلْمِصْبَاحُ ، اَلزُّجَاجَةُ انہی الفاظ سے آغاز ہوا ہے۔

بلاغی پہلو پر تفاسیر

تفسیر کرنے والے کیلئے محض لغتِ عربیہ سے شناسائی اور کچھ چیزوں کا جاننا ہی کافی نہیں بلکہ اس کیلئے مہارتِ تامہ درکار ہے۔ قرآن کی زبان کی عظمت اور بلندی کا حساب لگانے کیلئے تو سینکڑوں ماہرین نے اپنی صلاحیتوں کے اظہار میں اپنی زندگیاں وقف کر دیں لیکن یہ دعویٰ نہیں کر پائے کہ انہوں نے قرآن کی لسانیاتی عظمت کو پالیا ہے۔ وہ جس قدر گہرائی میں گئے قرآن سے گوہرہائے نایاب اور لسانیاتی عظمت کے نشانات حاصل کرتے چلے گئے۔ اسی طرح بلاغی پہلو پر کچھ تفاسیر بھی لکھی گئیں۔

- تفسیر الکشاف عن حقائق غوامض التنزیل لابی القاسم محمود بن عمرو الزمخشری
- تفسیر بیضاوی (انوار التنزیل واسرار التاویل) لابی الخیر ناصر الدین البیضاوی

علم بدیع کے حوالے سے البرھان اور الاتقان کا تقابلی جائزہ:

- امام بدر الدین الزرکشیؒ کا سن وفات 794ھ ہے جبکہ امام جلال الدین السیوطیؒ کا سن وفات 911ھ ہے۔ اس اعتبار سے امام زرکشیؒ کی کتاب **البرھان فی علوم القرآن** علامہ جلال الدین السیوطیؒ کی کتاب **الاتقان فی علوم القرآن** سے پہلے لکھی گئی۔
- امام زرکشیؒ نے البرھان فی علوم القرآن میں نوع نمبر چھیالیس (46) کے تحت فی أسالیب القرآن و فنونه البلیغة میں مختلف انواع فنون بدیع بیان کیے ہیں۔

جبکہ علامہ جلال الدین السیوطیؒ نے الاتقان فی علوم القرآن میں نوع نمبر اٹھاون (58) کے تحت فی بدائع القرآن میں انواع بدیع بیان کی ہیں۔

- امام زرکشیؒ نے العکس،المدرج، المستوی،الاستطراد، مشاكلة، التورية، الفرق بين التورية و الاستخدام، التجريد، التجنيس، الطباق،تقسيم، الرد العجز على الصدر، التعديد کی مباحث ذکر کی ہیں۔

جبکہ امام السیوطیؒ نے انتالیس انواع تفصیل سے بیان کی ہیں۔ ان میں کچھ انواع، کتاب کی انواع منتشر طور پر موجود ہیں۔

خلاصه بحث

قرآن مجید کے فہم کے لئے علم البلاغہ خصوصاً علم البدائع کا جاننا از حد ضروری ہے۔ علم البدائع نہ صرف قرآن کے لسانی محاسن کو سمجھنے میں مدد دیتا ہے بلکہ اس کی بلاغت اور فصاحت کی گہرائیوں میں بھی غوطہ زن ہونے کا موقع فراہم کرتا ہے۔ قرآن مجید کی زبان کی عظمت اور بلندی کو سمجھنے کے لئے علم البدائع کی اہمیت اور افادیت سے انکار ممکن نہیں۔ اس مقالہ میں علم البدائع کی مختصر تعریف اور اس کی چند اقسام کا بیان کیا گیا ہے جس سے علم البلاغہ کی اس شاخ کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔ قرآن کی لسانی خوبصورتی اور بلاغت کے یہ اصول ہمیں اس کی بے نظیر اور الہامی حیثیت کا قائل کرتے ہیں۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

حوالہ جات(References)

1 المعانی لکل رسم معنی، المعانی الجامع
https://www.almaany.com/ar/dict/ar-ar/%D8%A8%D8%AF%D9%8A%D8%B9 /

2 سورۃ البقرۃ 118:2
3 سورۃ الانعام 101:6
4 الخطیب القزوینی، جلال الدین محمد بن عبد الرحمن، التلخیص فی علوم البلاغۃ، دار الفکر العربی، س ط-ن، ص 347
5 المراغی، احمد مصطفی، علوم البلاغہ، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ط 2002ء، ص 318
6 رام پوری، نجم الغنی، بحر الفصاحت، راجہ رام کمال بکڈپو وارث نولکشور بکڈپو لکھنو، ص 892
7 السیوطی، جلال الدین، الاتقان فی علوم القرآن، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت ط 2008ء، ص 585
8 التلخیص فی علوم البلاغۃ، ص 359
9 التلخیص فی علوم البلاغۃ، ص 360
10 سورۃ طہ 5:20
11 الخطیب القزوینی، جلال الدین محمد بن عبد الرحمن، الایضاح فی علوم البلاغۃ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ط 2003ء، ص 267
12 سورۃ الانعام 60:6
13 ابن الاصبع المصری، زکی الدین، بدیع القرآن، نھضۃ مصر، س ط-ن، ج 2، ص 51
14 سورۃ النجم 44:53
15 السکاکی، سراج الدین، مفتاح العلوم، دار الکتب العلمیہ۔ بیروت، ط 1987ء، ص 424
16 علوم البلاغہ، ص 323
17 سورۃ الرحمٰن 5:55
18 اعلوم البلاغہ، ص 329
19 سورۃ البقرۃ 185:2
20 الایضاح فی علوم البلاغۃ، ص 269
21 سورۃ المائدہ 90:5
22 الایضاح فی علوم البلاغۃ، ص 269
23 سورۃ القصص 73:28
24 علوم البلاغہ، ص 354
25 سورۃ الروم 55:30
26 سورۃ الانعام 26:6
27 شاہ ولی اللہؒ، الفوز الکبیر، مترجم (مولوی رشید احمد انصاری)، قدیمی کتب خانہ، کراچی، س ط-ن، ص 64
28 الایضاح فی العلوم، ص 296
29 مفتاح العلوم، ص 431
30 سورۃ الطور 52:4-1

31 الایضاح فی العلوم، ص296

32 سورۃ الانفطار82:14-13

33 گڈھوی، ابوالقاسم محمد الیاس بن عبداللہ، اجرائے بلاغت قرآنیہ، ادارۃ الصدیق، ڈابھیل گجرات-ہند، س ط-ن، ص357

34 سورۃ الغاشیہ88:14-13

35 اجرائے بلاغت قرآنیہ، ص357

36 سورۃ البلد90:10-8

37 التلخیص فی علوم البلاغۃ۔ ص404

38 سورہ النبأ78:31-30

39 التلخیص فی علوم البلاغۃ۔ ص406

40 سورۃ الضحیٰ93:10-9

41 دکتور محمد شعبان علوان ودکتور نعمان شعبان علوان، من بلاغۃ القرآن، الدار العربیۃ للنشر والتوزیع، ط1998ء

42 سورۃ النور24:35